میں ان کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ حافظہ مضبوط تھا۔

سیرت وصورت: اوصاف موسوی میں سے خوب حصہ ملا ہوا تھا۔ بالخصوص داڑھی منڈے آدمی اور کسی بھی طریقہ نبوی ﷺ سے ہٹے ہوئے شخص کو دیکھ کر "البغض فی اللہ من الإیمان" فرمان نبوی پر عمل کرتے تھے۔ اس حوالے سے خصوصاً اپنے بیٹوں کو معاف نہیں کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں اور ہم عصر لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ ایک کھرا، سادہ، بارعب، محنتی اور پابند عمل ہستی تھے۔ آپ کے شاگرد مولانا محمد ابراہیم خان صاحب کا یہ تبصرہ درست ہے کہ "آپ سخت گیر ضرور تھے، مگر مخلص تھے۔"

آپ کے جسمانی خدوخال یہ تھے کہ قد لمبا، رنگ سانولا، داڑھی خوب گھنی، جسم بھاری بھرکم وتنومند، خوبرو اور چہرہ کتابی تھا۔ داڑھی میں عمر کے آخری ایام تک سفید بال گنے چنے تھے۔

وفات: مختصر علالت کے بعد جولائی 1965ء میں تقریباً 77 برس کی عمر پا کر رحلت فرما گئے۔ اور بستی کے قبرستان میں ابدی نیند سو گئے۔ آپ کی وفات سے آپ کا شاگرد مولانا اسماعیل سلمانی صاحب بے حد متاثر ہوا۔ استاد کے یاد کو تازہ رکھنے کے لیے یادگار کے طور پر موصوف نے راقم کی پیدائش پر "عبدالرحیم" نام رکھ دیا۔ مولانا اسماعیلؒ، راقم کا واحد ماموں تھا۔ اللہ موصوف کو غریق رحمت کرے۔ اور ان کی یہ ارمان پوری کرے۔

مولانا عبدالرحیم صاحبؒ نے تین اولادِ نرینہ چھوڑیں: ابراہیم، حاجی اسحاق صاحب اور مولانا محمد یعقوب عزیز۔ اول وآخر الذکر دونوں وفات پا چکے ہیں۔ اور سب اولاد ذکور واناث سے مالا مال ہیں۔

﴿وقرن فی بیوتکن﴾ "اور خواتین اپنے گھروں میں ٹکی رہیں۔"

مسلمان خاتون کی جائے سکونت اس کا گھر ہی ہونا چاہیے۔ وہ اپنے والدین اور اولاد وغیرہ کے گھروں میں بھی رہ سکتی ہیں۔ اگر خالص نسوانی عملے کے ساتھ تعلیم یا کسی کام پر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر کوئی عورت اپنے اہل خانہ کی رفاقت سے اکتا کر کسی غیر کے گھر یا ہوٹل میں رہنا چاہے' تو اس آیت قرآنی کے تحت حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إن المرأة إذا خلعت ثیابها فی غیر بیت زوجها فقد هتکت ما بینها و بین الله" [صححه الحاکم]

مترجم وملخص از: مجلہ الفرقان کویت [فتاویٰ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز عبداللہ – حفظہ اللہ – مفتی اعظم سعودی عرب]

مسیج (SMS) ضرورت اور طریقہ استعمال

تلخیص و انتخاب: ابو حبیب

انسان فطرتاً اپنے ہم طبیعت اور ہم خیال کے عادت اور اطوار سے مانوس ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کا ادب و احترام اور لطف و محبت کے پہلو کو ملحوظ رکھنا، باہم محبت اور مروت بڑھانا، سلام کرنا، شکریہ ادا کرنا، ایک دوسرے کو نیک دعائیں دینا، اچھی بات کہنا اور سمجھانا یہ سب فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔ لفظ "أنس" کا ایک معنی مخلص دوست بھی ہے؛ کیونکہ انسان طبعاً شریفانہ جذبات کا ممنون ہوتا اور اپنے دوست سے بھی انہی جذبات کو برقرار رکھنے کا متمنی ہوتا ہے۔ ان کی خبر گیری اور ان کے متعلق معلومات رکھنے میں ہر وقت مشغول رہتا ہے۔ یہ کوئی قبیح عمل نہیں؛ بلکہ اخوت انسانی اور آداب اسلامی میں شامل ہے۔

اقسام و ذرائع تعلقات: یقیناً ہر دور کا ماحول و معاشرہ، معلومات اور عادت و اطوار یکساں نہیں؛ بلکہ ہر دور کی اپنی ثقافت ہے۔ اس طرح ایک دوسرے سے تعلقات قائم رکھنے اور خبر گیری کے مختلف ذرائع ہیں۔ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ ان کو پرندوں کی زبان سکھلائی گئی تھی تو ملک "سبأ" کی خبر گیری کا عمل ہُد ہُد نے انجام دیا۔ گھوڑوں اور ہدہد سے بڑھ کر کبوتروں کو تربیت دے کر خطوط رسانی کے لیے باقاعدہ استعمال کیا جاتا رہا۔ سیدہ مریم علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعے اولاد کی خوشخبری دی گئی۔ علیٰ ہذا القیاس ہر دور کا اپنا تقاضا ہے۔

خطوط اور رسائل: ایک دوسرے کا حال پوچھنے اور تعلقات کو برقرار رکھنے میں خطوط اور رسائل کی لمبی تاریخ ہے۔ کسی دور میں گھڑ سوار دوسرے ملک کی طرف پیغام لے جاتا تو اس کو کئی دن، ہفتے اور مہینے بھی لگ جاتے؛ لیکن وہ اس ذمہ داری کو نبھاتا اور اس کو قاصد کی حیثیت حاصل ہوتی تھی، جس کی قدر دانی ہر قوم پر لازم تھی۔

اس کے بعد خط و کتابت کے لیے ڈاکخانہ کی ضرورت پڑی۔ خطوط و رسائل پہنچانے کے لیے ڈاکیے مقرر کر دیے گئے۔ کسی کو معلوم ہو جاتا کہ کہیں سے میرا خط آرہا ہے تو معلوم نہیں کتنی مدت سے اس کا انتظار کرتا۔ لیکن دنیا نے جب ترقی کی منزلیں طے کیں تو خط و کتابت نے بھی اپنی تیز رفتاری میں سبقت حاصل کی۔ MCS, OCS, TCS وغیرہ کے ذریعے اور زیادہ سہولت میسر ہوگئی۔ جوں جوں دنیا جدید سہولت کے ذریعے آگے بڑھنے لگی تو خط و کتابت نے بھی عام لفافوں کی اہمیت کو گرا کر موبائل سسٹم کے ذریعے مسیج (SMS) کے انداز میں جدت اپنائی۔ یقیناً یہ ایک لحاظ سے عظیم

نعمت ہے کہ کئی دنوں کے بعد ملنے والی خبر چند لمحوں میں معلوم ہو جاتی ہے۔

میسج اور اس کی اہمیت: آج کے جدید دور میں خط وکتابت کی جگہ موبائل میسج نے پُر کر لی ہے۔ جہاں تک ایک ضرورت کی بات ہے تو بقدر حاجت اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ؛ بلکہ اس سہولت سے بالاولیٰ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک نعمت عاجلہ ہے۔

تھڑدلے انسان کی بے احتیاطی، نعمت کی بے قدری اور ناشکری پر کیا کہا جائے......اگر کسی کمپنی کی طرف سے یہ پیکج آئے کہ: مبارکباد صرف 3 روپے میں 500 میسج فری، جن کو 24 گھنٹوں میں مکمل کرنا ہے۔ تو ہم جلدی سے اس کا اہتمام کرتے ہیں کہیں موقع ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ پھر ہر قسم کے میسج تحقیق کے بغیر بھیجنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ آفر بہت محدود ہے اور پھر یہ اسراف بھی قابل حسرت ہے۔ فرض کیجئے کہ اس قسم کی ہر آفر ہم قبول کریں تو ایک مہینے میں ہمارے 90 روپے بن جاتے ہیں، جو ہم نے میسج پر ضائع کیے۔

اگر ہم اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے تو یہ صرف 90 روپے نہیں ؛ بلکہ 63,000 اور اس سے بھی زیادہ ہو جاتے ! لیکن ایسا کہاں کرتے ہیں ! تو پھر کیا ہمارا یہ اسراف قابل داد ہے؟ کیا اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی نہیں ہیں؟ بلکہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ ﴿إن الله لايحب المسرفين﴾ [الأعراف ۳۱] "بیشک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" یہ مومن کی شان نہیں کہ اپنے مال ومتاع کو ایسے ہی ضائع کرے۔

اقسام میسج: sms جو آج کل بجائے ایک ضرورت کے اسٹائل بن چکے ہیں، اس کی کئی قسمیں ہیں۔

ا۔ **شرکیہ میسج:** پہلے شرکیہ نعرے اور وظائف صرف اشتہاروں، اسٹیکروں اور درباروں کی دیواروں تک محدود تھے، وہ جاہلوں نے بلا تأمل اپنے موبائل میں محفوظ کرنے شروع کر دیے ہیں، جیسے "یارسول اللہ میری کشتی پار لگا دینا"، "یاغریب نواز......" اس قسم کے کتنے ہی شرک کی دعوت دینے والے میسج موجود ہیں، جن کو دیکھ کر دل ہوتا ہے سیپارا۔

شرک کے بھیانک نتائج سے کون واقف نہیں، جس کے متعلق اللہ نے کبھی معاف نہ کرنے کی وعید سنائی ہے اور اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

۲۔ **فاسقانہ میسج:** آج کل رائج میسج میں سے 50 فیصد ایسے ہیں جو اس ذلیل اور سفلہ پن میں شامل ہیں۔

یہ نام نہاد مسلمان کا کردار ہے جنہیں حکم دیا گیا تھا: ﴿قل إن صلاتی ونسكی ومحیای ومماتی لله رب

العلمين﴾ [الأنعام ١٦٣] ''فرمائیے: یقیناً میری نماز، میری قربانیاں، میری زندگی کا ہر لمحہ اور موت بھی اللہ پاک کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' جن سے یہ امید تھی: ﴿والذين امنوا أشد حبا لله﴾ [البقرة ١٦٥] ''اور ایمان والے تو اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

لیکن وائے نادانی تو محتاج ساقی ہوگیا۔ ایک مؤمن کو لائق نہیں کہ اپنے دل کو اس دنیا کی ہوس میں پھنسا دے۔

۳۔ مزاحیہ میسج: خوش طبع رہنا انسان کی اچھی خصلت ہے اور اپنے بھائی سے خوش طبعی سے ملنا اور اچھے کلمات کے ذریعے ان کے دل کو خوش کرنا یقیناً ایک مؤمن کا شیوہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام نے کتب احادیث میں جب فقہی ابواب کو ترتیب دیا تو (باب المزاح) بھی درج کیا، جن میں ان احادیث مبارکہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوش طبعی کے لیے مزاحیہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ [مشكوة المصابيح ٤: ٦١] لیکن یہی مزاح جب مبالغہ کی حد تک پہنچ جائے تو مزاح نہیں تحقیر کہلاتا ہے، جو بالکل حرام ہے۔

مزاحیہ میسج کی اقسام: ایک وہ ہیں جو محض خوش طبعی کے لیے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ میسج جن کا مقصود صرف اپنے بھائی کا مذاق اڑانا، اس کی تحقیر کرنا اور اس کی عزت و آبرو سے کھیلنا ہو، یقیناً اس آیت کے زمرے میں آتے ہیں: ﴿يأيها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرا منهم ......﴾ [الحجرات ١١] ''اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو.....'' اور حدیث شریف میں بھی اس قسم کے مذاق سے منع فرمایا گیا ہے۔

دوسرے قسم کے وہ میسج جن کے ذریعے صریحاً اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ کبھی جنت و جہنم کا ذکر مزاحیہ انداز میں، کبھی میدان محشر کے متعلق، کبھی شعائر اسلام پر مذاق کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ اگر کوئی مسلمان ایسا مذاق کرے تو وہ دین سے نکل جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿قل أبالله وايته ورسوله كنتم تستهزءون ۞ لا تعتذروا قد كفرتم بعد إيمانكم......﴾ [التوبة ٦٦] ''کہہ دیجئے: اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ﷺ ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے۔''

۴۔ تصویری میسج: یعنی وہ میسج جو تصویر پر مشتمل ہیں۔ اگر یہ تصویر غیر جاندار چیز کی ہے تو مقصد نیک ہونے کی صورت میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر تصویر کسی ذی روح چیز کی ہے اور اکثر ایسا ہے، تو یہ بالکل حرام ہے؛ بلکہ ایک ملعون عمل ہے جس کے متعلق احادیث مبارکہ میں سخت وعید موجود ہے۔